ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

پیر مہر علی شاہؒ کی تشریح وتوضیحِ احادیث میں انفرادیت: ایک تجزیاتی مطالعہ

Pir Mehr Ali Shah’s Uniqueness in the Interpretation and Explanation of Hadith: An Analytical Study

Aziz Haider
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, GC University Faisalabad

Dr. Yasir Arfat*
Associate Professor, Department of Islamic Studies, GC University Faisalabad

Abstract
Pir Mehr Ali Shah (1859–1937) was a famous Islamic scholar, Sufi saint, and spiritual guide for the Indian subcontinent's Chishti order. His intellectual work extended beyond Sufism to Hadith scholarship, in which his own approach in interpreting and explaining Prophetic traditions was different. This research explores Pir Mehr Ali Shah’s own approach in interpreting Hadith, focusing on his use of traditional Islamic scholarship complemented with spiritual knowledge acquired from Sufism. In a critical overview of his writings, most specifically Saif-e-Chishtiyai, this research considers how he addressed theological controversies, refuted misinterpretations, and ensured Prophetic traditions' authenticity. He took a balanced stance blending textual examination with intuitive spiritual perception, and his ideas proved acceptable to academia and masses alike. While most writers in his time were more likely to prioritize intellectual and rational elements in Hadith comprehension, Pir Mehr Ali Shah concentrated on contextual and spiritual elements, displaying a synthesis of reason and mysticism. This research also looks into his responses to contemporary challenges, specifically his engagement with modernist and reformist interpretations of Islam. Through a critical analysis of his writings, this paper sheds light on his legacy in Hadith scholarship and his enduring influence on Islamic scholarship and Sufi thought.

Keywords: Pir Mehr Ali Shah, Uniqueness, Interpretation, Hadith, Sunnah, Isa

موضوع کا تعارف

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی بنیادی طور پر ایک شیخ، مربی اور متکلم ہیں۔ ان کی تحریرات میں قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کے عملی پہلوؤں کا اظہار بھی ہوتا ہے اور ان آیات واحادیث کی تشریح وتفصیل میں اپنے وقت کے حالات وواقعات کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔ پیر صاحب جہاں قرآن وحدیث کی روشنی میں عصری مسائل کا استنباط کرتے ہیں، وہاں آیات قرآنیہ اور احادیث رسول ﷺ کے ان عملی پہلوؤں کی تشریح وتاویل میں پیر صاحب کے خاص تفردات بھی ہیں۔ یہ تفردات علوم قرآن وحدیث میں ان کی مہارت، وسیع مطالعہ اور اطلاقی جہات کی نشاندہی کرتے ہیں تفردات میں پیر صاحب امت مسلمہ کے مجموعی فکر کے

* Email of corresponding author: awangcuf@gmail.com

خلاف نہیں گئے بلکہ ان کے تفردات کی خاص خصوصیت ہی یہی ہے کہ وہ پوری مسلم فکر کی ترجمانی کرتے ہیں۔اس مقالہ میں سب سے پہلے پیر صاحب کا مختصر ا تعارف اور تفردات کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کیا گیاہے اس کے بعد پیر صاحب کے مختلف مسائل ومعاملات اوران کی دینی خدمات میں تفردات پیش کیے گئے ہیں۔

پیر سید مہر علی شاہ گیلانی گولڑویؒ کا تعارف:

سید مہر علی شاہ بن سید نذر دین بن سید روشن دین بن سید عبد الرحمن نوری بن سید عنایت اللہ بن سید غیاث علی بن سید فتح اللہ بن سید اسد اللہ بن سید فخر الدین۔اس طرح شیخ مہر علی شاہؒ کا سلسلہ نسب 25 واسطوں سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور 36 واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے جاملتا ہے۔[1]

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے ابتدائی تعلیم قریب کی خانقاہ کے مدرسہ سے حاصل کی درس قرآن مجید کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی کی تعلیم بھی آپ نے یہیں سے حاصل کی حافظہ کی یہ حالت تھی کہ قرآن مجید کا سبق روزانہ زبانی یاد کرکے سنادیا کرتے تھے اس لیے آپ نے کم عمری ہی میں قرآن مکمل حفظ کرلیا عربی، فارسی اور صرف ونحو کی تعلیم کے لے آپ کے والد گرامی حضرت سید نذر دینؒ نے علاقہ پکھلی (ہزارہ) صوبہ کے پی کے کے مولانا حضرت غلام محی الدینؒ کو مقرر فرمایا۔ جنھوں نے آپ کو کافیہ تک تعلیم دی تقریباً اڑھائی سال کے اندر رسائل منطق قطبی تک، نحو اور اصول کے درمیانہ اسباق کی تعلیم موضع بھوئی حسن ابدال کے فاضل اجل استاذ حضرت مولانا محمد شفیعؒ سے حاصل کی. بھوئی کے درس سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد حضرت پیر صاحب تھوڑے دنوں کے لئے گھر تشریف لائے اور پھر جلد ہی مزید حصول علم کے لئے گھر سے نکل پڑے اور انگہ ضلع شاہ پور سرگودھا میں حضرت مولانا سلطان محمود انگویؒ سے درس نظامی کی باقی کتب پڑھیں۔ تقریباً اڑھائی سال انگہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ واپس گھر تشریف لے آئے۔

فلسفہ، معقول، ریاضی اور فقہ کی آخری کتب اور حدیث شریف میں صحاح ستہ اور تفسیر بیضاوی پڑھنے کے لئے اس زمانے میں طلباء ہندوستان کے مدارس کا رخ کیا کرتے تھے۔ آپ نے بھی 1290ھ میں ہندوستان کا رخ کیا اس وقت آپ کی عمر فقط پندرہ برس تھی اس زمانے میں ہندوستان کے مشہور علمی اور دینی مراکز لکھنؤ، دیوبند، علی گڑھ، دہلی، رامپور، کانپور اور سہارنپور تھے حضرت شیخؒ سب سے پہلے حضرت مولانا احمد حسن محدث کانپوری کے پاس پہنچے۔ مولانا اس وقت حج کی تیاریوں میں مصروف تھے اور آٹھ دنوں بعد انھیں سفر حج کے لئے روانہ ہونا تھا اس لیے انھوں نے پڑھانے سے معذرت کرلی۔ حضرت مولانا احمد حسنؒ کی معذرت کے بعد پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ نے علی گڑھ کا رخ کیا اور وہاں حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھ کے درس میں شریک ہوگئے علی گڑھ میں تعلیم سے فارغ ہوکر آپؒ نے کوئی سند وغیرہ حاصل نہ کی کیونکہ مدارس اسلامیہ میں عام طور پر صرف سند حدیث کو کافی سمجھا جاتا تھا جس کے حصول کے لیے آپ بالآخر سہارنپور میں حضرت مولانا احمد علی محدثؒ کے درس میں جاکر داخل ہوگئے۔ حضرت شیخ لطف اللہ علی گڑھ نے حضرت پیر صاحب کو قرآن مجید، کتب احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور بعض خصوصی احادیث کی سندات عطا فرمائیں جو اس وقت تک تبرکات عالیہ گولڑہ شریف محفوظ ہیں آپ نے تقریباً بیس برس کی عمر میں علوم رسمیہ کی تکمیل کرکے وطن کی مراجعت فرمائی۔[2]

آپ کا وصال 29 صفر 1356ھ بمطابق 11 مئی 1937ء کو ہوا، آپ کا مزار گولڑہ شریف میں مرجع خلائق ہے۔[3] آپ نے مختلف موضوعات پر کتب تحریر کیں ان میں آپ کے فتاوی جات، ملفوظات اور مکتوبات جو کتب کی صورت میں موجود ہیں۔

تفردات کا لغوی واصطلاحی تعارف

لفظ تفرد عربی گرائمر کی رو سے باب" تَفَرَّدَ يَتَفَرَّدُ" (بروزن تفعل) سے مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے "بغیر کسی نظیر کے اکیلا و تنہا ہونا۔[4]" یعنی کسی قول، فعل اور وصف وغیرہ میں ایسی یکتائی جس میں کوئی بھی اس کی مثل نہ ہو۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق ومالک نہیں، حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کوئی خاتم النبیین نہیں وغیرہ۔ ان اوصاف کے لحاظ سے ہر ایک کو اپنے اپنے وصف کے ساتھ منفرد کہا جائے گا۔ بالفاظِ دیگر تفرد کسی کی ایسی خصوصیت کا نام ہے جو صرف اسی میں پائی جائے اور کسی میں موجود نہ ہو۔ تفرد کے حوالے سے یہاں یہ ذکر کردینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفرد محض کسی کی خصوصیت کا نام ہے خواہ وہ اچھی ہو یا بری۔ دیگر علماء ومشائخ کی طرح پیر مہر علی شاہ کے بھی علوم اسلامیہ کی خدمات میں کچھ تفردات ہیں، جن میں سے تحقیق حدیث سے متعلقہ تفردات کو حتی الامکان اس مضمون میں یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کی دینی خدمات میں تفردات

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کی فکر و شخصیت کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ اگر کیا جائے تو متعدد ایسے پہلو ہیں جن پر تفصیلی و تحقیقی مطالعے کی ضرورت ہے۔ پیر صاحب نے اپنی تصانیف، فتاوی، ملفوظات اور مواعظ میں سینکڑوں احادیث سے موضوع کی مناسبت سے استدلال واستشہاد کیا ہے تفسیر کے فن میں آیت کا اور کلام اللہ کا مفہوم واضح کرنے کے لیے احادیث مبارکہ بیان کی ہیں۔ عقائد کے مباحث میں قرآن کریم کے دلائل کے ساتھ سنت واحادیث مبارکہ سے بھرپور استدلال کیا ہے۔ عقائد کے ضمن میں جو سوالات واشکالات پیش کئے گئے ان کی تفہیم و تشریح احادیث مبارکہ سے کی ہے تصوف، فقہ اور دیگر علوم میں بھی آپ نے حدیث نبویہ سے مسائل حل کرنے میں اپنی کمال صلاحیت صرف کی ہیں پیر صاحب کے حدیث وسنت کی تعبیر و تشریح کے منہج واسلوب میں خاص تفردات جو بڑے واضح ہیں جن میں سے چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں:

1) علم الکلام
2) علم التفسیر
3) علم فقہ
4) علم تصوف
5) کشفی احادیث

ا: علم کلام کی تشریح و تعبیر میں تفردات:

علم الکلام میں پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے زمانہ میں جن کلامی ابحاث پر گفتگو ہوتی رہی ان میں اہم مسئلہ ختم نبوت کا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب نبوت کا دعوی کیا تو اس کے لیے اس نے نبوت کی مختلف اقسام نکالیں یعنی بروزی، ظلی، تشریعی وغیرہ حضرت عیسی ابن مریم کے نام پر اس نے مسیح موعود کا دعوی کرکے ان تین تعبیرات (ظلی، بروزی، تشریعی) کے ساتھ اپنے آپ کو پیش کردیا اور وہ ساری احادیث جو جناب حضرت مسیح ابن مریم علیہا السلام کے متعلق دوبارہ نزول کے متعلق بحث کرتی ہیں۔ ان

کو اپنا اطلاق ثابت کیا ان احادیث سے اس نے اپنی نبوت کا استدلال کیا جن احادیث کو مرزا قادیانی نے بطور نبی ثابت کیا پیر صاحب نے انھیں احادیث سے استدلال کر کے بتایا کہ وہ تم نہیں ہو بلکہ ان احادیث سے مراد وہ عیسی ابن مریم علیہا السلام ہیں جنھوں نے قیامت سے پہلے آنا ہے حقیقت کا اظہار کیا ہے اور اس میں پیر صاحب کا خاص تفرد ہے ورنہ مرزا قادیانی کے ان احادیث کے استدلال پر متعدد لوگ اس کے قائل ہو چکے تھے۔ پیر صاحب نے ان احادیث کی بنیاد پر علمی استدلال کو واضح کیا جیسا کہ ایک مثال یہاں پیش کرتے ہیں۔

مثال: دجال کے طواف کعبہ کی توجیہ:

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے علم کلام میں احادیث کی تشریح و توضیح میں متعدد مقامات پر تفردات کی مثالیں ملتی ہیں ان میں ایک تفرد کی مثال یہ ہے کہ مدرسہ صولتیہ مکہ المکرمہ کے پرنسپل مناظر اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے ایک حدیث کی تاویل دریافت کی۔ حدیث:

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الكَعْبَةِ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ، كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ، لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ [ص:34] اللِّمَمِ، قَدْ رَجَّلَهَا، تَقْطُرُ مَاءً، مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ، يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَسَأَلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: المَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ، أَعْوَرِ العَيْنِ اليُمْنَى، كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ، فَسَأَلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: المَسِيحُ الدَّجَّالُ"۔[5]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "رات مجھے کعبہ کے پاس (خواب میں) دکھایا گیا۔ میں نے ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا وہ گندمی رنگ کے کسی سب سے خوبصورت آدمی کی طرح تھے، ان کے لمبے خوبصورت بال تھے ان سب سے خوبصورت بالوں کی طرح جو تم دیکھ سکے ہو گے۔ ان میں انہوں نے کنگھا کیا ہوا تھا اور پانی ان سے ٹپک رہا تھا اور وہ دو آدمیوں کے سہارے یا) یہ فرمایا کہ (دو آدمیوں کے شانوں کے سہارے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیح ابن مریم علیہا السلام ہیں۔ پھر اچانک میں نے ایک گھنگھریالے بال والے آدمی کو دیکھا جس کی ایک آنکھ کانی تھی اور انگور کے دانے کی طرح اٹھی ہوئی تھی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

لیکن دوسری حدیث میں ہے:

"حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ، وَالمَدِينَةَ، لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ، إِلَّا عَلَيْهِ المَلاَئِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا، ثُمَّ تَرْجُفُ المَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلاَثَ رَجَفَاتٍ، فَيُخْرِجُ اللَّهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ"[6]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا شہر نہیں ملے گا جسے دجال پامال نہ کرے گا، سوائے مکہ اور مدینہ کے، ان کے ہر راستے پر صف بستہ فرشتے کھڑے

ہوں گے جو ان کی حفاظت کریں گے پھر مدینہ کی زمین تین مرتبہ کانپے گی جس سے ایک ایک کافر اور منافق کو اللہ تعالیٰ اس میں سے باہر کر دے گا۔

پیر مہر علی شاہ کے مذکورہ بالا حدیث کی تشریح بیان کرنے سے پہلے محدثین کا مؤقف بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کی تشریح وتوضیح میں ان کی کیا آراء ہیں۔

۱: اس مذکورہ بالا حدیث کی تشریح میں علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

"قد ثَبت أَن الدَّجَّال لَا يدْخل مَكَّة. وَأجِيب: بِأَنَّهُ لَا يدْخل على سَبِيل الْغَلَبَة وَعند ظُهُور شوكته وزمان خُرُوجه، أَو المُرَاد: أنه لَا يدْخل بعد هَذِه الرُّؤْيَا، مَعَ أَنه لَيْسَ فِي الحَدِيث"[7]

"جب ثابت ہے کہ دجال کعبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا علامہ عینی جواب میں لکھتے ہیں کہ بے شک وہ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا اپنے خروج کے زمانے میں اس خواب کے دیکھنے کے بعد"

۲: اور علامہ قسطلانی شارح بخاری اس حدیث کی تشریح وتوضیح میں لکھتے ہیں:

" أجيب: بأن المنع من دخوله مكة إنما هو عند خروجه وإظهار شوكته"[8]

علامہ محدث رحمت اللہ کیرانوی پوچھتے ہیں کہ دجال کعبہ شریف میں داخل نہیں ہو سکے گا محدثین نے اس کی مختلف تاویلیں کی ہیں لیکن کسی تاویل سے تسلی نہیں ہوتی آپؒ کے نزدیک ان دونوں مذکورہ احادیث میں مطابقت کی کیا صورت ہے؟ پیر مہر علی شاہ نے جواب میں فرمایا کہ پہلی مذکورہ حدیث میں لفظ "یطوف " آیا ہے کعبہ شریف کا ذکر نہیں ہے ہر شخص اللہ تعالی کے کسی نہ کسی اسم صفاتی کا مظہر ہوتا ہے اور دو دیگر اسماء اس اسم کے معاون اور ماتحت ہوتے ہیں۔ حضرت عیسی علیہ السلام "اسم ہادی" کے مظہر ہیں اور اس اسم کے دو معاون اسماء کی معاونت اور ماتحت ہوتے ہیں اس اسم کا طواف کر رہے ہیں۔ اور دجال "اسم مضل "کا مظہر ہے اور اس اسم کے ماتحت اسماء کی مدد سے اس اسم کا طواف کر رہا ہے پیر صاحب کی اس تاویل کا ماخذ "فتوحات مکیہ" تھا مولانا صاحب کو یہ تاویل بہت پسند آئی۔ اور دوسرے مقام پر ایک سوال پر پیر صاحب اس کا جواب یوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا جناب مسیح علیہ السلام اور دجال دونوں کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ خیال منفصل اور عالم رویا میں عالم شہادت کے محالات، ممکنات نظر آتے ہیں اور اسی طرح مجردات مجسم ہو کر نظر آتے ہیں۔ پیر صاحب اپنے مؤقف کی تائید میں چند احادیث کے حوالہ سے آگے فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالی کا بروز حشر ایک صورت میں جلوہ گر ہونے پر مؤمنین کا انکار کرنا اور دوسری صورت میں متجلی ہونے پر اقرار نیز رسول اللہ ﷺ کا علم بصورت لبن یعنی دودھ مشاہدہ فرمانا اسی قسم سے ہیں ہر شخص اپنے خیالات واعمال میں اپنے مرکز استعداد ذاتی کے ارد گرد گھومتا رہتا ہے یعنی ان اسمائے الٰہیہ کے دائرہ سے باہر نہیں جاسکتا کہ جن اسماء کے لیے اس کا عین ثابت فیض اقدس میں بغیر تخلل جعل مظہر قرار دیا گیا ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عین ثابت ہادی اور ابو جہل کا عین ثابت مضل کے احاطہ سے باہر نہیں جا سکتا اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کا عین ثابت اور دجال کا بھی حدیث کا مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشاہدہ فرمایا کہ جناب عیسی ابن مریم علیہا السلام اور دجال دونوں اپنے اپنے بیت اللہ اسمائی

کا طواف کر رہے ہیں ایک "یھدی من یشآء" کے اظہار میں اور دوسرا "یضل من یشآء" کے اسباب میں سرگرم وکمر بستہ ہے "ھادی" اور "مضل" کا موصوف چونکہ ذات واحدہ ہے لہذا عالم رویا میں آنحضرت ﷺ کو ایک ہی بیت اللہ مشہود ہوا۔ دوسری حدیث مذکورہ جس میں دجال کی عدم رسائی بیت اللہ کا ذکر ہے وہ بھی صحیح ہے ہمارا ایمان ہے کہ حسب ارشاد نبوی ﷺ دجال کو عالم شہادت میں بیت اللہ تک رسائی نہ ہوگی۔[9]

رسول اللہ ﷺ کا قبر میں تشریف لانا حدیث بخاری کی روشنی میں تشریح میں تفردات:

پیر صاحب کی مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران ایک روز مولانا رحمت اللہ کیرانوی ؒ سے ملاقات ہوئی مولانا نے پیر صاحب سے جہاز میں مسئلہ ندائے غائبانہ کے سلسلہ میں گفتگو کے متعلق پوچھا کہ آپ کا اس سلسلہ میں مسلک کیا ہے پیر صاحب نے کہا میں ندائے غائبانہ کو جائز سمجھتا ہوں مولانا رحمت اللہ کیرانوی ؒ نے دلیل طلب کرتے ہوئے کہا کہ "یارسول اللہ" کی ندا حاضر وناظر ہونے کی متقاضی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ ہر جگہ حاضر نہیں ہیں اور نہ ہر ایک کے ناظر ہیں پیر صاحب نے جواب دیا کہ بخاری شریف میں متفق علیہ حدیث ہے:

"عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " العَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ، فَأَقْعَدَاهُ، فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الجَنَّةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا، وَأَمَّا الكَافِرُ - أَوِ المُنَافِقُ - فَيَقُولُ: لاَ أَدْرِي، كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ، فَيُقَالُ: لاَ دَرَيْتَ وَلاَ تَلَيْتَ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ"[10]

نکیرین مردہ سے چند سوالات کرتے ہیں جن میں ایک سوال یہ ہوتا ہے: "ماکنت تقول فی ھذا الرجل محمد" (تم اس شخص محمد ﷺ کے بارہ میں کیا اعتقاد رکھتے تھے۔) ھذا موضوع ہے محسوس مبصر کے لیے اور "الرجل" موضوع ہے مذکر مفرد کے لیے جو بنی آدم سے ہو لہذا وہاں قبر میں محسوس مبصر مرد کا ہونا ضروری ہے اور وہ خود رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے کیونکہ جب تک کسی لفظ کے وضعی معنی ہو سکیں غیر وضعی معانی لینا خلاف اصل ہے اور جب ایک ہی وقت میں کثیر التعداد مخلوق مرتی ہے اور حسب مضمون حدیث مذکور ہر جگہ رسول اللہ ﷺ کا بیک وقت موجود ہونا ثابت ہوا تو کیا بعید کہ روئے زمین پر ہر جگہ آپ ﷺ حاضر ہوں اس گفتگو کا یہ اثر ہوا کہ حاجی رحمت اللہ صاحب پیر صاحب کے گرویدہ ہوگئے اور فرمایا یہ تو علم لدنی ہے ہم سالہا سال سے بخاری شریف کی یہ حدیث درس میں پڑھا رہے ہیں لیکن ان معانی کی طرف کبھی ذہن ہی نہیں گیا جو آپ نے استنباط کیے ہیں اس سفر حجاز میں متعدد علماء ومشائخ آپ سے مستفید ہوئے جن کا ذکر مہر منیر کتاب میں تفصیلات کے ساتھ موجود ہے۔[11]

"شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح" تصنیف اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کا تفرد:

بیسویں صدی عیسوی میں دینی خدمات کے سلسلہ میں پیر مہر علی شاہ کی مساعی وجدوجہد کو یاد رکھا جائے گا اور خاص طور پر تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کی خدمات بے مثال ہیں منکرین ختم نبوت کی تردید میں پیر صاحب نے اپنی تصانیف، ملفوظات

، تحریرات، اسفار علمیہ اور فتاوی میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے بھرپور استدلال واستشہاد حاصل کیا اور امت مسلمہ کی راہنمائی کے لیے بہت بڑا ذخیرہ چھوڑا پیر صاحب کی ان خدمات میں ایک خاص تفرد جناب حضرت عیسی ابن مریم علیہا السلام کی حیات، رفع آسمانی اور نزول مسیح پر ایک لاجواب تصنیف "شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح" شامل ہے۔

حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام کی سیرت، رفع عیسی اور نزول عیسی پر متعدد مفسرین اور محدثین گفتگو فرماتے رہے مگر ہندوستان میں خاص اس موضوع پر الگ تصنیف موجود نہیں تھی پیر صاحب کے تفردات میں یہ بات اہم ہے کہ جس وقت ہندوستان میں مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت تک پہنچنے کے لیے مثل مسیح اور امام مہدی ہونے کا دعوی کیا پیر صاحب نے ۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۹۰۰ء میں فارسی زبان میں حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام کی حیات، رفع اور نزول عیسی کے متعلق قرآن واحادیث کثیرہ کی روشنی میں تصنیف لکھی جس کا نام "شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح" رکھا۔

مولانا رفیق دلاوری صاحب لکھتے ہیں کہ مرزائیت کی تردید میں جو ہزاروں لاکھوں کتب لکھیں گئیں ان میں شاید پہلی کتاب "شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح" تھی جو پیر مہر علی شاہ نے جو علم حدیث میں مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری مرحوم کے شاگرد ہیں آج سے تقریبا چالیس سال پہلے زیب رقم فرمائی اس کتاب میں مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو اس طرح منقح کیا گیا ہے کہ اس کے بعد کسی دلیل کی حاجت نہیں رہتی جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مرزائی حلقوں میں کہرام مچ گیا۔[12]

۲: علم تفسیر میں تفردات

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے باقی علوم اسلامیہ کی طرح علم تفسیر میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں آپ نے قرآن کریم کی کوئی تفسیر نہیں لکھی لیکن اپنی کتب میں اصول و قواعد کے ذریعہ آیات قرآنیہ کی متعدد مقامات پر تفسیر و تشریح فرمائی ہے اور اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق بعض آیات قرآنیہ کی تفسیر فرمائی جو تفسیری شان اور فکری معنویت کی حامل ہے۔ پیر صاحب کی ان آیات قرآنیہ میں بعض مقامات پر تفردات پائے جاتے ہیں ان میں ایک مقام سے مندرجہ ذیل مثال پیش خدمت ہے۔

مثال:

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے اپنی کتب میں متعدد مقامات پر قرآنی آیات کی تفسیر وتوضیحات بیان کی ہیں ان میں بعض مقامات پر علوم و اصول تفسیر کی روشنی میں تفسیر فرمائی ہے اور بعض مقامات پر باطنی (تفسیر اشاری) کی ہے جس میں سے آپ کے ایک تفرد کا یہاں ذکر کرتے ہیں علامہ مفتی فیض احمد فیض اپنی کتاب مہر منیر میں لکھتے ہیں کہ:

> "اطباء و حکماء کے مشورے پر بعد نماز عصر پیر مہر علی شاہ اسپ سواری کی غرض گولڑہ شریف سے نکلا کرتے تھے اور راولپنڈی کے مضافات سے ہو کر کے عشا کے بعد واپس تشریف لایا کرتے تھے آپ کے ایک مخلص مرید سید صدیق شاہ صاحب آپ سے عرض کرنے لگے کہ حفاظت کی غرض سے ایک خادم کو ہمراہ رکھا کریں اور شاہ صاحب اپنی استدعا کو تقویت دینے کے خیال سے فرمان خداوندی" يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ "[13](ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے چوکنا رہنے میں لزوم برتو)۔ یعنی اپنی حفاظت کا سامان کر لیا کرو کا حوالہ بھی دیا پیر مہر علی شاہ نے فرمایا شاہ صاحب ارشاد باری تعالی ہے:"وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ"[14](ترجمہ: اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔) یعنی اللہ تعالی آپ ﷺ کو انسانوں سے

محفوظ رکھے گا بھی تو اسی ذات عالی کا ارشاد ہے شاہ صاحب نے عرض کیا حضرت جی یہاں لفظ "یعصمک" میں "حرف کاف" صیغہ واحد حاضر ہونے کی وجہ سے صرف جناب نبی اکرم ﷺ کی ہی شان میں وارد ہو کر محض رسول اللہ ﷺ کی ہی حفاظت کی ضمانت کا اظہار کر رہا ہے اس پر پیر صاحب فرمانے لگے شاہ صاحب ہم بھی تو اسی کاف کی اوٹ میں ہیں۔"[15]

۳: علم فقہ میں تفردات

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے علوم اسلامیہ کے مختلف میادین میں خدمات سرانجام دی ہیں ان میں ایک اہم کام پیر صاحب کا علم فقہ واصول فقہ میں خدمات بھی شامل ہیں آپ نے اپنی تصانیف، ملفوظات اور ایک تصنیف "فتاوی مہریہ" کے ذریعہ امت مسلمہ کے فقہی، سماجی، سیاسی، دینی، ملی، معاشی مسائل کے حل کے لیے عظیم سرمایہ کے طور پر امت مسلمہ کی راہنمائی کے لیے پیش کیا ہے ان فتاوی کی روشنی میں عصر حاضر میں بھی ایک جہاں مستفید ہو رہا ہے۔

فتاوی میں پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے فتوی کو ہندوستان میں انفرادی حیثیت:

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی ان نفوس قدسیہ میں ایک انفرادی حیثیت رکھتے ہیں کہ جنھوں نے ہندوستان اور عالم اسلام میں اسلام کی ترویج واشاعت اور علم تصوف اور علم فقہ میں گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں مدارس اسلامیہ، خانقاہوں اور جامعات میں "قال العلامہ الگولڑوی" اور "قال العارف الگولڑوی" کی سند معتبر سمجھی جاتی تھی گولڑہ شریف سے کابل، ہزارہ، سندھ اور ہندوستان کے متعدد علاقوں سے بیک وقت علماء ومشائخ آپ سے اکتساب فیض حاصل کرتے تھے۔ اس لیے پیر صاحب کے فتوی کو باقی فقہاء کرام کے فتوی پر ترجیح حاصل ہوتی تھی۔

ا: قیام تعظیمی کے مسئلہ میں حدیث کی تشریح وتعبیر میں تفرد:

پیر مہر علی شاہ جس وقت درس حدیث کے لیے سہارن پور میں داخل ہوئے اس وقت درس حدیث کی تحصیل کے دوران پیر صاحب فرماتے ہیں کہ مولانا احمد علی کے درس میں ہم دو طالب علم مولانا وصی احمد پیلی بھیتی رح اور میں حنفی المذہب تھے باقی اکثر وبیشتر طلباء غیر مقلد تھے درس کے دوران اکثر اختلافی مسائل پر بحث چھڑ جاتی تھی۔ ایک روز بخاری شریف کی حدیث:

> عَنْ ابی سَعِیدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سَعْدٍ فَأَتَى عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنْ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْأَنْصَارِ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ۔ [16]
>
> حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے قلعے سے نیچے اترے۔ نبی ﷺ نے حضرت سعدؓ کو پیغام بھیجا تو وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب وہ مسجد کے قریب آئے تو نبی ﷺ نے انصار سے فرمایا: "اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ"

"قوموا الی سیدکم" کے متعلق بحث ہوئی کہ قیام حضرت سعد کی تعظیم کے لیے تھا یا ان کے زخمی ہونے کی وجہ سے امداد واعانت کی غرض سے تھا حضرت استاد نے قیام بہ مامور کو برائے تعظیم قرار دیا مخالفین نے اعتراض کیا کہ اس کا کوئی قرینہ نہیں حضرت سعد زخمی تھے قیام کا امر انہیں سواری سے اتار کرلانے کے لیے تھا پیر صاحب کہتے ہیں کہ استاد صاحب نے میری طرف دیکھا تو میں نے

عرض کیا کہ "قوموا" جمع ہے اور زخمی ہونے کی وجہ سے امداد کی حاجت ایک شخص کے قیام سے بھی پوری ہوسکتی تھی سب انصار کو کھڑے ہونے کا حکم اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حکم برائے تعظیم تھا علاوہ ازیں قاعدہ ہے کہ اگر مشتق پر حکم کیا جائے تو مشتق منہ علت حکم ہوتا ہے جیسے " الکاتب ومتحرک الاصابع "میں تحریک اصابع کی علت کاتب کا مبداء اشتقاق کتابت ہوگی کتب علم بلاغت واصول میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔

پیر مہر علی شاہ اپنے مؤقف کی تائید میں قرآنی آیات سے استدلال لیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا"[17]

ترجمہ: اور چور مرد اور چور عورت ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو۔

اور آیت:

" اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ "[18]

ترجمہ: زناکار عورت اور زناکار مرد میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ۔

میں قطع اور جلد کی علت سرقہ اور زنا ہے۔ پیر صاحب نے اس مذکورہ بالا حدیث کی تشریح میں ایک قاعدہ بیان کیا کہ جو حکم ہوتا ہے ماخذ کی وجہ سے مشتق پر اس کے مصدر کی وجہ سے اسکا سبب اس کا مصدر ہوتا ہے لہذا "قوموا الی سیدکم" میں قوموا یعنی کھڑے ہونے کی علت سید کا مبداء اشتقاق سیادت یعنی سرداری قرار پائے گی پس ثابت ہوا کہ کھڑا ہونے کا حکم بغرض تعظیم تھا پیر صاحب کا یہی مذکورہ بالا قاعدہ بیان کر کے اپنے مؤقف کو تقویت دینا ان کے انفرادیت کی ایک مثال ہے۔[19]

۲: ہندوستان سے مسلمانوں کی ہجرت پر فتوی

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے عہد میں خلافت عثمانیہ مسلمانوں کی عظمت رفت کی ایک یادگار تھی انگریزوں نے جب اس کو ٹکڑے کرنے کے لیے سازشوں کا جال بچھایا تو ہندوستان کے مسلمان میدان عمل میں کود پڑے اور انگریزوں کے خلاف غم وغصہ کا اظہار کرنے لگے اور یہاں تک کہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ مسلمانوں کو یہاں سے ہجرت کرنا چاہئے علامہ شاہ حسین گردیزی اس ہجرت کے بارے میں مسلمانوں کا رویہ اور پیر صاحب کے نظریہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

> " مسلمانوں نے روایتی جوش وجذبہ سے کام لیتے ہوئے انگریزوں سے اظہار نفرت کے لیے یہ مسئلہ کھڑا کیا کہ ہندوستان دارالحرب ہے یہاں سے مسلمانوں کو ہجرت کرنا چاہئے اور انگریزوں کی بنائی ہوئی کسی چیز کو استعمال نہیں کرنا چاہئے چنانچہ جمعیت علماء ہند کے اراکین نے ایک فتوی جاری کیا جس پر بے شمار علماء کے دستخط تھے اس فتوی میں کہا گیا کہ ہندوستان دارالحرب ہے اس لیے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ یہاں سے ہجرت کر کے پڑوسی مسلم ممالک افغانستان میں چلے جائیں اس وقت مسلمانوں کی لیڈرشپ یوپی کے مسلمانوں کے پاس تھی مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر مسلمانوں کی سیاسی قیادت کر رہے تھے اسی لیے گاندھی نے بھی مسلمانوں کی معاونت کی اور زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو ہجرت کرنے اور ہندوستان خالی کرنے کا مشورہ دیا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد نے ہجرت کی اس دوران جب تحریک موالات اور ہجرت زوروشور اور پورے جوش

وجذبہ سے جاری تھی تو پیر مہر علی شاہ کی رائے اس وقت بر عکس تھی پیر صاحب نے فرمایا: اس ہجرت کے جواز کی کوئی وجہ کتاب وسنت اور دیگر دلائل شرعیہ سے نہیں ملتی نہ اس قسم کی ہجرت صحابہ کرام نے کی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ہجرت تو اس واسطہ تھی کہ مسلمانوں کو اقامت دین سے مشرک منع کرتے تھے تا آنکہ رسول اللہ ﷺ کو بمعہ جمیع بنی ہاشم و بنی عبد المطلب شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا مگر یہاں ایسے اسباب موجود نہیں اور ہندوستان میں مسلمان سات کروڑ میں ہیں اگر بالفرض سب پر ہجرت فرض ہے تو کوئی اتنی بڑی جماعت کو بسا نہیں سکتا پس بوجہ فقدان استطاعت یہ فرض ساقط ہے اور اگر سب پر فرض نہیں بعض پر فرض ہے تو اس ترجیح بلا مرجح کی توجیہہ نہیں ہو سکتی اور سب سے پہلے مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے اور فرمایا مسلمانوں کے لیے چار امور پر عمل پیرا ہونے کا حکم ہے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع امت اور قول مجتہد، مہاتما گاندھی کے قول کا اتباع کہیں نہیں آیا پیر صاحب یہاں حدیث سے استدلال لیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ بدر کے موقع پر ارشاد فرمایا: "فَلَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ "[20]" میں مشرک سے مدد نہیں لیتا۔"

تحریک موالات وہجرت کے اس مؤقف کی وجہ سے انگریز حکومت نے پیر صاحب کو لالچ کے طور پر چار سو مربع نہری زمین دینا چاہی مگر آپ نے انکار کر دیا اور اپنے مؤقف پر قائم رہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے اس موقف کی بعد میں علماء نے تائید کی۔"[21]

۴: علم تصوف میں تفردات

پیر مہر علی شاہ نے علوم اسلامیہ کے مختلف میادین میں خدمات سر انجام دیں ان میں ایک علم تصوف کا میدان شامل ہے ہندوستان میں علماء اور خاص طور پر مشائخ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور باقی سلاسل اولیاء اللہ نے علم تصوف میں اہم خدمات سر انجام دیں انھیں میں سلسلہ عالیہ قادریہ اور چشتیہ سے بیک وقت تعلق رکھنے والی شخصیت پیر مہر علی شاہ کی ہے جنھوں نے اپنے ملفوظات، خطبات، تحریرات، تبلیغ، اسفار علمیہ، فتاوی اور مختلف جہتوں سے علم تصوف میں اہم خدمات سر انجام دی ہیں پیر صاحب کے اس خدمات میں بھی مختلف تفردات ہیں جس میں ایک مندرجہ ذیل تفرد پر گفتگو کرتے ہیں۔

نظریہ وحدت الوجود اور شہود کے متعلق پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کا تفرد

صوفیاء وعلماء کے ہاں ایک بحث واحدت الوجود اور وحدت الشہود کی ہمیشہ سے رہی ہے وحدت الوجود اور وحدت الشہود اہل تصوف کے درمیان فلسفیانہ اور نظریاتی مسئلہ ہے۔ جس کی بناپر اہل تصوف دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ اس سلسلے میں بعض صوفیاء نے ایک دوسرے کا رد کیا ہے، کئی نے دونوں نظریات میں تطبیق کی کوشش کی ہے اور کچھ نے قرآن اور سنت کی سادہ تعلیمات پر زور دے کر ان فلسفیانہ نظریات کو غیر ضروری قرار دیا ہے اور بعض اہل علم نے تو اسے صریح کفر یا دین کے مقابلے میں علیحدہ دین قرار دیا ہے۔ پہلے ہم فلسفہ وحدت الوجود اور فلسفہ وحدت الشہود پر مختصراً گفتگو کرتے ہیں اس کے بعد اس موضوع میں پیر مہر علی شاہ کے تفرد کو پیش کرتے ہیں۔

فلسفہ وحدت الوجود:

اس فلسفے کے بانی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (۵۶۰ھ تا ۶۳۸ھ) کو جانا جاتا ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب "فصوص الحکم" میں لکھتے ہیں:

"وجود ایک حقیقت ہے اس لیے ذات باری تعالی کے سوا کچھ باقی نہ رہا چنانچہ نہ کوئی ملا ہوا ہے، نہ کوئی جُدا ہے، یہاں ایک ہی ذات ہے جو عین وجود ہے"۔[22]

علامہ فیض احمد فیض وحدت الوجود کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"توحید وجودی صوفیاء اسلام میں سے اکثر مشاہیر کرام کا مسلک روحانی رہا ہے اس کا مجملاً معنی یہ ہے کہ حقیقتاً وجود عینی صرف ذات واجب باری تعالی کا ہے اور اس کائنات کے تعینات اور تنزلات ظل ہیں اسمائے الٰہیہ کے یعنی اس کائنات کا اپنا کوئی وجود نہیں بلکہ صرف ظلی ہے اور یہ اصول جمیع کائنات پر بغیر کسی استثناء کے حاوی ہے"۔[23]

فلسفہ وحدت الشہود:

فلسفہ وحدالشہود کا نظریہ شیخ احمد بدرالدین ابوبرکات مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی نقشبندی (۹۷۱ھ تا ۱۰۳۴) نے پیش کیا کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات خدا کا پرتو ہے:

"یعنی کائنات وعالم چونکہ مرتبہ وہم میں بہرحال موجود ہے اس لئے نفی صرف شہود کی ہونی چاہیے، یہ وہ مقام ہے کہ جب سالک اللہ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا چنانچہ اس وقت اس کی توحید یہ ہے کہ وہ مشہود صرف اللہ کو مانے اور انہیں صرف اللہ دکھائی دے رہا ہو "۔[24]

شیخ احمد سرہندی نے ممکنات کی ماہیت میں ابن عربی سے اختلاف کیا ورنہ دونوں میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے۔ ابن عربی کے نزدیک وہ اسماء وصفات ہیں، جنہیں مرتبہ علم میں امتیاز حاصل ہوا ہے اور مجدد الف ثانی انہیں عدمات کہتے ہیں جنہوں نے علم خداوندی میں تعین پیدا کیا اور مرتبہ وہم وحس میں ثابت ہوگئے ہیں۔ رہا ان کے وجود کا مسئلہ تو اسکے بارے میں ان کی رائے بھی وہی ہے۔ علامہ فیض احمد فیض وحدت الشہود کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کچھ اور بزرگان عظام توحید شہودی کے قائل ہیں ان کے نزدیک حقیقت عالم ایک نمود محض ہے بے بود اور بے وجود یہ صنعت کاملہ خداوندی سے مخلوق ہے لیکن ذات الٰہیہ اس سے وراء الورا ہے اور وہ اس کا عین نہیں مگر یہ ایک تسلیم شدہ امر ہے کہ چونکہ ان دونوں نظریات کا تعلق آثار باطنہ سے ہے"۔[25]

پیر صاحب نے علم تصوف پر "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" تصنیف فرمائی۔ علامہ سید عبدالرحمن شاہ لکھنوی کی تصنیف "کلمۃ الحق" اگرچہ مسئلہ وحدت الوجود کے موضوع پر لکھی گئی لیکن یہ تصنیف افراط و تفریط پر مبنی مباحث سے بھرپور تھی اگر اس کتاب کی تردید جو کہ ایک ضروری امر تھا کسی ایسی شخصیت کی طرف سے منظر عام پر آتی جو کہ صوفیاء کی تعلیمات کو کماحقہ سمجھنے سے قاصر ہوتی یا طبعا علم تصوف سے دوری و نفرت کا شکار ہوتی تو فساد بر فساد کی صورت بن جاتی لیکن اللہ تعالی نے اس کا انتخاب پیر مہر علی شاہ کی صورت میں کیا پیر صاحب اپنے زمانہ کے علوم ظاہریہ وباطنیہ پر عبور رکھنے میں منفرد اور ممتاز مقام رکھتے تھے صوفیاء کے باریک سے باریک مسائل کو سمجھنا اور سمجھانا ان کے معمولات کا حصہ تھا پیر صاحب نے اپنی مشہور کتاب "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" میں جہاں صوفیاء کے نظریہ وحدت الوجود میں توغل اور عینیت کی تردید بلیغ فرمائی اور اپنی تحریر وتقریر دونوں طریقوں سے عوام وخاص کی اس مسئلہ میں اصلاح فرمائی وہ آپ کا ہی ایک انفرادی حصہ تھا۔ اور ہندوستان میں اس وقت مذکورہ بالا کتاب تصنیف فرمانا یہ آپ

کا ہی تفرد تھا کیونکہ علامہ سید عبد الرحمن شاہ لکھنوی نے اپنی کتاب "کلمۃ الحق" میں وحدت الوجود کے اثبات میں ایسا نظریہ اختیار کیا جو مسلک حضرات صوفیاء وجودیہ کے خلاف تھا انھوں نے اس مسئلہ کو "لا الہ الا اللہ" کا شرعی معنی قرار نہیں دیا تھا جس کے ساتھ امت مرحومہ کے علاوہ سابقہ امتیں مکلف ہوتیں بلکہ اللہ تعالی کی عبادت میں توحید اختیار کرنے اور شرک و کفر سے براءت کو مدار نجات قرار دیا تھا جس پر تمام امت کا اتفاق ہے اس کے برعکس لکھنوی صاحب نے اپنی کتاب میں وحدت الوجود کو "لا الہ الا اللہ" کا شرعی معنی قرار دے کر سب کو اس کا مکلف قرار دے دیا جس کے نتیجہ میں ایک کثیر خلق خدا کا ایمان سے محروم ہونا لازم آتا تھا اور اس امر کے علمائے ظاہر اور صوفیاء کرام کے درمیان ایک بنیادی و اصولی اختلاف کا سبب بن جانے کا اندیشہ تھا جس کا سد باب لازمی تھا اس لیے پیر صاحب نے اپنی مذکورہ کتاب کے شروع ہی میں لکھنوی صاحب کے اس نظریہ کا خلاصہ ذکر کر کے اس کا علمی جواب لکھا ہے۔ اور یہ ثابت کیا کہ کلمہ توحید کا وہ معنی جس پر رسالت مآب ﷺ کے زمانہ سے تمام اہل اسلام متفق چلے آئے ہیں ایمان شرعی کے حاصل کرنے اور کفر و شرک سے نجات پانے کے لیے کافی ہے۔ پیر صاحب کی مذکورہ کتاب میں ان کے مباحث میں دو باتیں خاص طور پر قابل غور ہیں:

(1) ایک یہ کہ اہل وحدت وجود ہوں یا وحدت شہود دونوں متفق ہیں کہ اللہ تعالی کے سواء کوئی موجود حقیقی نہیں ہے۔

(2) دوسرا یہ کہ فراق مراتب اور احکام مختلفہ جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ اللہ تعالی نے لوگوں تک پہنچائے وہ برحق ہیں جن پر جزاء و سزاء مرتب ہو گی۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے افکار کی تعبیر و تشریح میں انفرادیت:

عالم اسلام میں تصوف کی دنیا میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی ذات ایک مشہور شخصیت کے طور پر پہچانی جاتی ہے پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی شیخ اکبر ابن عربی سے شدید محبت رکھتے تھے۔ پیر صاحب کی کتب، خطابات، ملفوظات میں متعدد مقامات پر شیخ اکبر کی تالیفات کے حوالہ جات نظر آتے ہیں۔ پیر ساحب کا تفرد ہے کہ ہندوستان میں آپ کے وقت سے لے کر تا حال کوئی شخص شیخ اکبر ابن عربی کی تصانیف و شخصیت کی کماحقہ تفہیم کرنے والا نظر نہیں آتا۔ آپ نے شیخ اکبر کے بارے میں ان پر گمراہ کن عقائد کے الزامات کا کسی حد تک ازالہ کیا اور انھیں کی تصانیف سے ہی تشریح و تعبیر پیش کر کے بتایا کہ ان کے عقائد و نظریات عقیدہ اہل سنت کے مطابق ہیں۔ ہندوستان میں پیر مہر علی شاہ کو ان کی معارفت میں جو تفرد حاصل تھا اسی کے متعلق ایک معاصر عالم سید رئیس احمد جعفری اپنی کتاب "انوار اولیاء" کے ص ۴۸۲ پر لکھتے ہیں:

> "شیخ اکبر کے نظریہ وحدت الوجود پر جو عبور پیر مہر علی شاہ کو حاصل تھا اس کی نظیر اس صدی میں کہیں نہیں ملتی پیر صاحب شیخ اکبر کی کتاب "فصوص الحکم" کا باقاعدہ درس دیا کرتے تھے اور اس کے رموز واسرار کو خوب سمجھتے تھے"[26]

اور اسی لیے ۱۸ اگست ۱۹۳۳ء کو شاعرِ مشرق حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے پیر مہر علی شاہؒ کی خدمت عالیہ میں ایک خط بھیجا جس میں "زمان و مکان" پر حضرت شیخ اکبرؒ کی تعلیمات اور اُن کی کتب کے حوالہ جات سے متعلق استفسار کیا اور لکھا کہ "حضورِ والا! اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہیں جو اُمت کو پیش آمدہ مسائل کے حل کیلئے کھٹکھٹایا جاسکے۔"

۵: کشفی احادیث کے مفہوم میں تفردات:

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے اپنی کتب میں متعدد مقامات میں مختلف احادیث کی تشریح و تعبیر کرتے وقت کشفی احادیث کی صحت پر گفتگو فرمائی ہے آپ نے جہاں احادیث کشفیہ کا ذکر کیا ہے وہ عبارات مندرجہ ذیل نکات پر مشتمل ہیں:

1. جس طرح احادیث منامیہ پر محدثین نے احادیث کا اطلاق کیا ہے اسی طرح بطریق کشف جن روایات کا حدیث ہونا ثابت ہو اس پر بھی احادیث کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔
2. اور نہایت اہم اور لائق انطباق امر جو مذکورہ اقتباس میں ہے وہ یہ ہے کہ اگر وہ روایت جو کتب سلف میں ہو اور حدیث نہ بھی ہو قواعد شریعت کے خلاف نہ ہونے کی بنا پر نقصان دہ نہ ہو گی اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے جس بات کو ثابت کیا جا رہا ہے اگرچہ وہ اس حدیث کی وجہ سے ثابت نہ ہو رہی ہو مفرد دیگر دلائل سے وہ ثابت ہے تو اگر مدعا کے لیے متعدد دلائل ہوں اور ان میں سے کوئی دلیل کمزور ہو تو اس دلیل کے کمزور ہونے سے مدعا پر اثر نہیں پڑ تا کیونکہ دیگر دلائل سے اسے تقویت مل رہی ہے۔
3. غیر حدیث پر حدیث کا اطلاق حسن ظن کی بناء پر ہے کیونکہ صوفیاء میں وہ تحقیق و تفتیش نہیں پائی جاتی جو کہ محدثین کرتے ہیں۔

پیر مہر علی شاہ کی کشفی احادیث کی تشریح و توضیح میں بعض مقامات پر تفردات ملتے ہیں ان میں سے آپ کی تصانیف میں سے چند مثالیں یہاں پیش کرتے ہیں۔

مثال ا: حدیث نزول مسیح

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی حدیث نزول مسیح ابن مریم کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نزول مسیح کے بارے میں احادیث کی صحت اور آثار صحابہ بالخصوص اثر عبداللہ ابن عباس کہ جس کا تعلق: بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ(النسآء:158) کے ساتھ ہے کتب احادیث اور معتبر تفاسیر میں موجود ہے صحاح، تفسیر ابن جریر، اور تفسیر ابن کثیر نے صحیح سندوں کے ساتھ ان احادیث و تفسیر کو پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے۔ بہر حال کشفی ثبوت تو وہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رح اور امام جلال الدین سیوطیؒ کی عبارات نقل کرنے سے ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ پیر صاحب لکھتے ہیں:

> کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتب ازالہ اوہام اور قول فصیح میں الہام کے بارے میں انہیں بزرگوں کو اقوال کو بطور سند پیش کرتے ہوئے الہام کو ایسے قوی ترین دلائل میں سے قرار دیا ہے کہ اور کوئی دلیل اس کا مقابلہ کرنے کی قوت نہیں رکھتی۔[27]

نیز پیر صاحب لکھتے ہیں کہ:

> یہاں مرزا صاحب کے لیے ایک ناگہانی مصیبت نظر آ رہی ہے کہ جس کا کوئی علاج نہیں وہ یہ کہ حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے اپنی کتاب فتوحات میں حضرت مسیح ابن مریم کے وصی زریب بن برثملا کے متعلق حدیث (نیچے حاشیہ میں حدیث ذکر کرنی ہے یا حوالہ مختصرا) نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگرچہ اس

حدیث کی صحت کے بارے میں علماء رسوم نے توکلام کی ہے لیکن ہمارے نزدیک کشفی طور پر یہ حدیث ثبوت کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہے۔[28]

مثال ۲: پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نزول مسیح والی احادیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ احادیث صحیحہ ہیں جو حضرت مسیح ابن مریم کے نزول کے بارے میں وارد ہوئی ہیں مرزا غلام احمد قادیانی کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ آپ نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام"[29] میں تمام دلائل سے مضبوط ترین ثابت کرنے کے لیے حضرت محی الدین ابن عربی اور امام جلال الدین سیوطی کو قول کو سند قرار دیا ہے کہ یہ بزرگ حضرات احادیث کی کیفیت کو رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھ سکتے تھے یہ وہی حضرت محی الدین ابن عربی ہیں کہ جنھوں نے زریب بن برثملا والی حدیث کی کشفی طریقے سے تصحیح تصدیق فرمائی ہے۔[30]

مثال ۳: کشف نومی:

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی سے پوچھا گیا کہ جو کچھ عالم رویا میں دیکھا جائے اسے بھی کیا کشف کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب میں پیر صاحب فرماتے ہیں کہ بعض خوابوں کو کشف نومی کہا جاتا ہے مبشرات صالحہ اجزا نبوت میں سے ہیں مبدا وحی بھی رویا صالحہ سے تھا کتب احادیث میں باب بداء الوحی میں مذکور ہے پیر صاحب یہاں مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

"فَكَانَ لاَ يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ"[31]

ترجمہ: آپ ﷺ خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا۔

یعنی کوئی خواب نہ دیکھتے مگر مثل سفیدی صبح کے بالکل صحیح ظاہر ہو جاتا رسول اللہ ﷺ کا قلب مبارک جو مہبط وحی تھا بیدار رہتا تھا پھر فرمایا عالم رویا میں بعض خواب حق ہوتے ہیں اور شرط نہیں کہ اسی وقت یا عنقریب ظاہر ہوں بلکہ بعض معاملات کی تعبیر چالیس برس کے بعد ظہور پذیر ہوئی پیر صاحب اپنے خوابوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ خود ہم نے جو کچھ ابتدائے جوانی میں خواب میں دیکھا تھا اس کا ظہور اب اس عمر میں دیکھتے ہیں۔[32]

پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ داعی وحدت امت:

ہندوستان میں جہاں مسلمان سیاسی، معاشی اور اقتصادی طور پر مشکل حالات میں تھے وہاں مسلمانوں کے درمیان مختلف فرقوں کے بننے کی وجہ سے اتحاد امت جو اسلام نے قائم کیا تھا وہ کسی حد تک ختم ہو چکا تھا مگر پیر مہر علی شاہ نے چودھویں صدی ہجری میں امت اسلامیہ کے تمام علماء و مشائخ کو ایک صف میں متحد کر دیا پیر صاحب کا یہ تفرد تھا کہ بیسویں صدی عیسویں کے ابتداء ہی میں تحفظ عقیدہ ختم نبوت و ناموس رسالت ﷺ کے محاذ پر تمام مکاتب فکر پیر صاحب کی قیادت میں ایک صف میں کھڑے تھے اور عصر حاضر میں بھی پیر صاحب کا تفرد ہے کہ تحفظ عقیدہ ختم نبوت میں تمام مکاتب فکر کے علماء و مشائخ و فقہاء آپ کی خدمات کا آج بھی اظہار کرتے ہیں اور ایک ہی پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور عصر حاضر میں پیر مہر علی شاہ کی تعلیمات، تصانیف، تحریرات اور فتاوی اتحاد امت کا ایک بین ثبوت ہیں۔

خلاصہ بحث:

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے علوم اسلامیہ کی خدمات و فروغ میں ایک اہم کردار ادا کیا جس کی مثال چودھویں صدی میں ملنا مشکل ہے آپ نے اپنی کتب، تحریرات، ملفوظات اور اسفار میں قرآن و سنت احادیث نبویہ کی تشریح و تعبیر کرتے ہوئے ایسے نکات بیان

کیے ہیں کہ یہ واقعی پیر صاحب کا خاصہ ہیں۔ پیر صاحب کے مندرجہ بالا علمی تفردات کی خصوصیت یہ ہے کہ تفردات ہوتے ہوئے بھی مسلم فکر کی اجتماعیت کو بر قرار رکھا گیا ہے۔ پیر مہر علی شاہ احادیث کی تعبیر و توضیح میں متعدد تفردات و امتیازات کے مالک ہیں۔ جن میں سے کچھ کا تذکرہ مقالہ ہذا میں کیا گیا ہے۔ آپ نے مسلم امہ کی ایسی فکری ترجمانی کی کہ یہی تفردات آئندہ نسل کے لیے اجتماعی فکر کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔ اس وقت امت مسلمہ پیر صاحب کی ہی ترجمانی کرتے ہوئے موجودہ قسم کے تجدد پسند اور مغربی تہذیب کے اعتراضات کے جوابات کے لیے پیر صاحب کی فکر کی طرف رجوع کرتی ہے اور پیر صاحب کی فکر کی ترجمانی میں مختلف اعتراضات کے جوابات دیتے ہیں۔ ان تفردات کو پذیرائی بہت ملی اور اسوقت امت مسلمہ کی اجتماعی فکر کی ترجمانی کا اظہار کا یہی ذریعہ ہے۔ پیر صاحب کی تشریحات و توضیحات نے بہت سارے دقیق مسائل کو عمدہ انداز میں سلجھایا۔ انہوں نے سنن واحادیث کی باطل وفاسد تعبیرات کا مدلل رد کیا۔ اور انکی ایسی تعبیرات ذکر کیں کہ جن سے نہ صرف عقائد وتعلیمات دینیہ کی صحیح تعبیر نکھر کر سامنے آئی بلکہ ان باطل تاویلات و تعبیرات کی راہیں مسدود ہوئیں۔

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

[1]: فیض احمد، مفتی، مہر منیر، (اسلام آباد: کتب خانہ درگاہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف، ستمبر ۲۰۱۱ء)، ص ۳۔
Faiz Ahmad, Mufti, Mehr Munir, (Islamabad: Kutub Khana Dargah ‘Aliyah Ghawsiyyah Mehriyyah Golra Sharif, September 2011), p. 3.

[2]: فیض احمد، مفتی، مہر منیر سوانح حیات پیر مہر علی شاہ، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۱۱ء)، ص ۸۴۔
Faiz Ahmad, Mufti, Mehr Munir: Sawāniḥ Ḥayāt Pīr Mehr ‘Alī Shāh, (Lahore: Ḍiyā’ al-Qur’ān Publications, 2011), p. 84.

[3]: مفتی فیض احمد فیض، مہر منیر سوانح حیات پیر سید مہر علی شاہ گیلانی (اسلام آباد: کتب خانہ درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف ستمبر ۲۰۱۱ء ط ۱۴)، ص ۳۳۵۔
Mufti Faiz Ahmad Faiz, Mehr Munir: Sawāniḥ Ḥayāt Pīr Sayyid Mehr ‘Alī Shāh Gīlānī, (Islamabad: Kutub Khana Dargah Ghawsiyyah Mehriyyah Golra Sharif, September 2011, Ṭ. 14), p. 335.

[4]: ابن منظور الافریقی ، جمال الدین ابو الفضل محمد بن مکرم ، لسان العرب ،(بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۹۸۸ء)، مادہ : فرد۔
Ibn Manẓūr al-Afrīqī, Jamāl al-Dīn Abū al-Faḍl Muḥammad ibn Mukarram, Lisān al-‘Arab, (Beirut: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1988), Māddah: Fa-ra-da.

[5]: البخاری، محمد بن اسماعیل الجعفی، الجامع الصحیح، کتاب التعبیر، باب رویا اللیل، رقم الحدیث: ۶۹۹۹۔
Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl al-Ju‘fī, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Ta‘bīr, Bāb Ru’yā al-Layl, Ḥadīth no. 6999.

[6]: أیضاً، کتاب فضائل مدینه، باب لایدخل الدجال المدینة، رقم الحدیث: ۱۸۸۱۔
Ibid, Kitāb Faḍā’il al-Madīnah, Bāb Lā Yadkhul al-Dajjāl al-Madīnah, Ḥadīth no. 1881.

[7]: العينى،أبو محمد محمود الحنفى بدر الدين العينى، عمدة القاري شرح صحيح البخاري(بيروت: دار إحياء التراث العربي)، ج٢٢، ص٥٢۔

Al-'Aynī, Abū Muḥammad Maḥmūd al-Ḥanafī Badr al-Dīn al-'Aynī, 'Umdat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī), vol. 22, p. 52.

[8]:القسطلانى، شهاب الدين أحمد بن محمد، إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري،(مصر: المطبعة الكبرى الأميرية،الطبعة السابعة، ١٣٢٣ هـ) ،ج١٠،ص١٣٦۔

Al-Qasṭallānī, Shihāb al-Dīn Aḥmad ibn Muḥammad, Irshād al-Sārī li-Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, (Miṣr: al-Maṭba'ah al-Kubrā al-Amīriyyah, 7th ed., 1323 AH), vol. 10, p. 136.

[9]: مفتی فیض، مہر منیر سوانح حیات پیر مہر علی شاہ، ص، ۱۲۰۔

Mufti Faiz, Mehr Munir: Sawāniḥ Ḥayāt Pīr Mehr 'Alī Shāh, p. 120.

[10]: البخارى، الجامع الصحيح، كِتَاب الْجَنَائِزِ، .بَابُ الْمَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ، رقم الحديث،١٣٣٨۔

Al-Bukhārī, al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Janā' iz, Bāb al-Mayyat Yasma'u Khafq al-Ni'āl, Ḥadīth no. 1338.

[11]: مفتی فیض، مہر منیر سوانح حیات پیر مہر علی شاہ، ص، ص۱۱۹۔

Mufti Faiz, Mehr Munir: Sawāniḥ Ḥayāt Pīr Mehr 'Alī Shāh, p. 119.

[12]: دلاوری، مولانا ابو القاسم محمد رفیق، ائمہ تلبیس یار غار نگران ایمان، (ملتان: عالمی مجلس ختم نبوت حضوری باغ روڈ، اشاعت مئی ۲۰۱۰ء)، ص۶۵۹۔

Dilāwarī, Mawlānā Abū al-Qāsim Muḥammad Rafīq, A'immah Talbīs Yār-i Ghār Nigārān-i Īmān, (Multan: 'Ālamī Majlis Khatm-i Nubuwwat, Ḥuẓūrī Bāgh Road, May 2010), p. 659.

[13]: النسآء ۴: ۷۱۔

Al-Nisā' 4 :71.

[14]: المائدہ ۵: ۶۷۔

Al-Mā' idah 5:67.

[15]: مفتی فیض، علامہ مفتی فیض احمد فیض، مہر منیر سوانح حیات پیر مہر علی شاہ، ص، ص۳۱۸۔

Mufti Faiz, 'Allāmah Mufti Faiz Aḥmad Faiz, Mehr Munir: Sawāniḥ Ḥayāt Pīr Mehr 'Alī Shāh, p. 318.

[16]:البخارى،محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي، الصحيح البخارى، كِتَابُ المَغَازِي ،بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الأَحْزَابِ، وَمَخْرَجِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهِ إِيَّاهُمْ، رقم الحديث، ٣٠٤٣۔

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā 'īl al-Bukhārī al-Ju'fī, al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Maghāzī, Bāb Marji' al-Nabī ﷺ min al-Aḥzāb wa-Makhrajihi ilā Banī Qurayẓah wa-Muḥāṣaratihim, Ḥadīth no. 3043.

[17]: المائدہ ۵: ۳۸۔

Al-Mā' idah 5:38.

[18]: النور ۲۴: ۲۔

Al-Nūr 24:2.

[19]: فیض احمد، مہر منیر سوانح حیات پیر مہر علی شاہ، ص ۸۳۔

Faiz Ahmad, Mehr Munir: Sawāniḥ Ḥayāt Pīr Mehr 'Alī Shāh, p. 83.

[20]: قشيرى، ابوالحسين مسلم بن الحجاج القشيرى ،كِتَاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، باب كَرَاهَةِ الِاسْتِعَانَةِ فِي الْغَزْوِ بِكَافِرٍ،رقم الحديث: ٤٧٠٠۔

Qushayrī, Abū al-Ḥusayn Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, Kitāb al-Jihād wa al-Siyar, Bāb Karāhat al-Isti'ānah fī al-Ghazw bi-Kāfir, Ḥadīth no. 4700.

[21]: گردیزی، علامہ شاہ حسین، تجلیات مہر انور، (اسلام آباد: مکتبہ مہریہ گولڑہ شریف، اشاعت اول ۱۹۹۲ء)، ص۱۳۱۔

Gardezī, ‘Allāmah Shāh Ḥusayn, Tajalliyāt-i Mehr Anwar, (Islamabad: Maktabah Mehriyyah Golra Sharif, First Ed. 1992), p. 131.

[22]:ابن عربی، محی الدین،فصوص الحکم، (بیروت : دارلکتب العلمیه،۱۹۹۹ء)،ص ۱۱۴۔

Ibn ‘Arabī, Muḥy al-Dīn, Fuṣūṣ al-Ḥikam, (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1999), p. 114.

[23]: فیض احمد، مہر منیر سوانح حیات پیر مہر علی شاہ، ص۵۱۵۔

Faiz Ahmad, Mehr Munir: Sawāniḥ Ḥayāt Pīr Mehr ‘Alī Shāh, p. 515.

[24]: سہر ہندی، شیخ احمد سر ہندی فاروقی مجددی، (کراچی: مجلس نشریات اسلام، ۱۹۸۸ء)، مکتوبات ا، مکتوب ۴۳۔

Sarhindī, Shaykh Aḥmad Sirhindī Fārūqī Mujaddidī, (Karachi: Majlis Nashriyāt-i Islām, 1988), Maktūbāt, vol. 1, Maktūb 43.

[25]: فیض احمد، مفتی، مہر منیر سوانح حیات پیر مہر علی شاہ، ص۵۱۵۔

Faiz Ahmad, Mufti, Mehr Munir: Sawāniḥ Ḥayāt Pīr Mehr ‘Alī Shāh, p. 515.

[26]: مہر علی پیر سید مہر علی شاہ گیلانی، مقالات مرضیہ المعروف بہ ملفوظات مہریہ، ملفوظ نمبر ۱۲۱، گولڑہ شریف، ستمبر ۲۰۰۷ء، ص ۶۲۔

Mehr ‘Alī Pīr Sayyid Mehr ‘Alī Shāh Gīlānī, Maqālāt-i Marḍiyyah al-Ma‘rūf bi-Malfūẓāt-i Mehriyyah, Malfūẓ no. 121, Golra Sharif, September 2007, p. 62.

[27]: قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی، کتاب، ازالہ اوہام، (ربوہ: ضیاء الاسلام پریس)، حصہ اول، ص۱۷۷ (روحانی خزائن، ج 3)۔

Qādiyānī, Mirzā Ghulām Aḥmad Qādiyānī, Kitāb: Izālah Auhām, (Rabwa: Ḍiyā’ al-Islām Press), Part 1, p. 177 (Rūḥānī Khazā’in, vol. 3).

[28]:الفتوحات المکیه، (دارالکتب العلمیه ،بیروت ،لبنان) الباب السادس والثلاثون فی معرفه عسویین واقطابهم ،ج۱،ص ۳۳۹ ؛ هدیه الرسول ، ص ۶۳۔

Al-Futūḥāt al-Makkiyyah, (Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Beirut, Lebanon), Bāb al-Sādis wa al-Thalāthūn fī Ma‘rifat al-‘Īsawiyyīn wa-Aqṭābihim, vol. 1, p. 339; Hadiyyat al-Rasūl, p. 63.

[29]: ازالہ اوہام، حصہ اول، ص۱۷۷، روحانی خزائن، ج۳۔

Izālah Auhām, Part 1, p. 177, Rūḥānī Khazā’in, vol. 3.

[30]:الفتوحات المکیة، الباب السادس والثلاثون فی معرفة العیسوین واقطابهم واصولهم ، ج۱،ص ۳۴۰۔

Al-Futūḥāt al-Makkiyyah, Bāb al-Sādis wa al-Thalāthūn fī Ma‘rifat al-‘Īsawiyyīn wa-Aqṭābihim wa-Uṣūlihim, vol. 1, p. 340.

[31]:البخاری، الجامع الصحیح،کتاب بدء الوحی،باب کیف کان بدءالوحی الی رسول الله ﷺ،رقم الحدیث:۳۔

Al-Bukhārī, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb Bad’ al-Waḥy, Bāb Kayfa Kāna Bad’ al-Waḥy ilā Rasūl Allāh ﷺ, Ḥadīth no. 3.

[32]: مہر علی پیر سید مہر علی شاہ گیلانی، مقالات مرضیہ المعروف بہ ملفوظات مہریہ، ملفوظ نمبر ۱۲۱، گولڑہ شریف، ستمبر ۲۰۰۷ء، ملفوظ نمبر ۱۵۸، ص ۱۱۸۔

Mehr ‘Alī Pīr Sayyid Mehr ‘Alī Shāh Gīlānī, Maqālāt-i Marḍiyyah al-Ma‘rūf bi-Malfūẓāt-i Mehriyyah, Malfūẓ no. 121, Golra Sharif, September 2007, Malfūẓ no. 158, p. 118.